TQ Lesson 299 Surah Qalam 1-52 tafsir

سورۃ القلم مکی سورۃ ہے الفاظ کلمات کی تعداد 306 حروف 1295 آیات 52 رکوع 2 ہیں سورۃ القلم کا نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے **ن ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ (1)**اور اس کے دو نام ہیں اس کا ایک نام "**ن**" ہے اور دوسرا **القلم** بھی ہے اس سورۃ کا موضوع اور مضمون اس میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں نمبر 1۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب اور نمبر 2۔ ان کو تنبیہ اور نصیحت نمبر 3۔ رسول اللہ ﷺ**کو** صبر اور استقامت کی تلقین آیت نمبر 1 سے لے کر 16 تک اس میں ایک طرف رسول اللہ ﷺ**کے** اخلاق و کردار کی گواہی دی گئی ہے اور دوسری طرف مخالفین میں سے ایک نمایاں شخص کا کردار پیش کیا گیا ہے جسے اہل مکہ بھی خوب جانتے تھے کردار پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح کا کردار اہل مکہ میں بھی پایا جاتا ہے اور ہر دور میں ایسا کردار اہم رہا ہے اور اس کردار کو سامنے رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا کردار اللہ کا ناپسندیدہ کردار ہے تو ایک طرف اہل مکہ کے اعتراضات، شبہات ان کا جواب دیا گیا ہے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ**کے** پاکیزہ اخلاق کو سب کے سامنے نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے

آیت نمبر1۔ ن ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ
ترجمہ۔ ن، قسم ہے قَلم کی اور اُس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں

ن ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں "**ن**" حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کے معنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ **وَالْقَلَمِ** قلم کسے کہتے ہیں؟ آپ سب کے ہاتھ میں قلم ہے جس سے آپ لکھتی ہیں اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پہ "**و**"اللہ تعالی نے قسم کے طور پر اس کو رکھا ہے تو قلم کی قسم کھائی ہے **ن ۚ وَالْقَلَمِ** قسم ہے قلم کی۔ اب یہ کہ قسم کھانا اس کی اہمیت کی وضاحت کرتا ہے **ن** قسم ہے قلم کی **وَمَا** اور جو ، تو کیا چیز ہے جو قلم سے لکھی جا رہی ہے **وَمَا** سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کہتے ہیں اس سے مراد ہے **اعمال نامہ**۔ اس سے مراد ہے **تقدیر**(کیونکہ آپ کو پتہ ہی ہے کہ تقدیر قلم سے لکھی گئی) اور اس سے مراد ہے قرآن (قرآن بھی تو قلم ہی سے لکھا گیا) اور اس سے مراد ہے **تاریخ** (کہ اس زمانے میں جو تاریخ لکھتے تھے صحابہ اور ہر دور میں جو تاریخ لکھی گئی) تو یہاں پر قلم کی قسم کھائی گئی **يَسْطُرُونَ** کے کیا معنی ہیں؟ سطر سے ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سطر کا لفظ کیوں آیا **كَتَبَ** کیوں نہیں آ گیا **كَتَبَ** بھی تو آ سکتا تھا **كَتَبَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ لکھنا۔ اصل میں سطر کے معنی ہوتے ہیں لائن ، قطار ، تحریر کی سطر بندی کرنا گویا کہ سیدھی لائنوں میں لکھنا تو جس بات پر قلم کی قسم کھائی گئی ہے اور **وَمَا يَسْطُرُونَ** اور وہ جو لکھنے والے لکھتے ہیں تو **يَسْطُرُونَ** وہ لکھتے ہیں وہ جو لائنیں بنا بنا کر لکھتے ہیں تو وہ لکھنے والے کون ہیں؟ نمبر 1۔ اس کے معنی ہیں فرشتے (جیسے لوح محفوظ میں جو لکھا گیا ویسے ہی فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تحریر کرتے ہیں) نمبر 2۔ کراماً کاتبین انسان کے نامۂ اعمال کو لکھتے رہتے ہیں۔ نمبر 3۔ قرآن کے لکھنے والے فرشتے بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے قرآن کو لکھا۔ دوسرے اس کے معنی کیا بیان کئے جاتے ہیں؟ کہ اس سے مراد ہے خود **قلم** کیوں؟ قلم وہ بغیر فرشتوں کے بھی لکھتا چلا جاتا ہے بس اللہ کا حکم ہے **كُن فيكون** تو وہ لکھتا چلا جاتا ہے تو بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد قلم بھی ہو سکتا ہے اور پھر ایک اس کے معنی ہیں کہ لکھنے والے مؤرخین صحابہ کرام یا کاتبین وحی جو وحی لکھا کرتے تھے وہ بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں تو ساری بات کا خلاصہ یہ

ہے کہ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ تو زیادہ تر رائے کیا آئی؟ کہ قسم ہے اس قلم کی اور جو لکھنے والے لکھ رہے ہیں تو قلم ہے کاتبین وحی کا اور لکھا جا رہا ہے قرآن کو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو متعارف کروایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے قرآن کو پیش کیا تو اہل مکہ آپ کو جھٹلانے لگے وہ آپ کو دیوانہ کہنے لگے اور انہوں نے آپ پر جو تہمت لگائی تو سب سے دیوانگی ان کے نزدیک کیا تھی؟ قرآن ہی تھا وہ قرآن کو رد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ دیوانگی کی بات ہے آپ دیوانے ہوگئے ہیں تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر کہا **نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ** قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں تو یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے جو قرآن پیش کیا ہے تو اللہ رب العزت قسم کھا کے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے کہ بس ایسے ہی کسی دیوانے کی بڑ اور ایسے ہی دیوانے کی بات ہے کہ آپ اٹھے اور قرآن کو پیش کر دیا بلکہ قلم کی قسم کھائی کہ بڑے اہتمام سے قرآن مجید کو محفوظ کیا گیا ہے اس کو لکھا گیا ہے اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ اس کے لکھنے والے بھی بڑے خاص ہیں تو منکرین نبوت کو یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے پاس جو قرآن نازل ہوا ہے تو یہ قرآن بھی اللہ تعالی نے نازل کیا ہے اس کو بڑے اہتمام سے لکھنے والوں نے لکھا ہے اور نازل کرنے والوں نے نازل کیا ہے۔ پھر آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ قلم کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ **کی حدیث** کے مفہوم سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی نے جب چیزوں کو پیدا کیا تو سب سے پہلے کیا پیدا کیا؟ قلم پیدا کیا۔ تو اللہ تعالی نے قلم کو بہت اہتمام سے پیدا کیا ہے کہ سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر فرمایا کہ لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا وہ سب چیزیں لکھ دے جو مقدر ہو چکی ہیں لہذا قلم نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو آئندہ تک ہونے والا ہے۔ پھر آپ دیکھئے کہ یہاں پر ہمیں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ قلم ہی سے علم کی ابتدا ہوتی ہے **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1- العلق)** پڑھو (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ تو پہلی وحی جو تھی وہ کیا تھی تعلیم ہی تھی تو تعلیم یہ اللہ کو بہت پسند ہے تو پہلی جو آیت ہے پھر اس کا نچوڑ ہمارے سامنے کیا آتا ہے نمبر 1۔ کہ ممکن ہے کہ قلم نے خود ہی لکھ دیا جو اللہ نے چاہا نمبر 2۔ لکھنے والے اللہ کے فرشتے ہیں (اور قلم اور فرشتوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ لوح محفوظ میں جو قرآن محفوظ ہے قلم کے ذریعے فرشتے اس کو نقل کرتے ہیں) اور پھر نمبر 3۔ کہ صحابہ کرام جو کہ قرآن کی وحی کو قلم سے لکھتے جاتے تھے اور پھر نمبر 4۔ کہ مؤرخین کی قسم جو قلم کے ساتھ بڑے بڑے نیک لوگوں کی زندگی کی داستانیں تحریر کرتے ہیں اور حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ **کو** یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا کہ لکھ چنانچہ قلم نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو ابد تک ہونے والا تھا (یہ ترمذی کی روایت ہے)اہل مکہ رسول اللہ ﷺ **کو** کیا کہتے تھے مجنون تو آیت نمبر 2 میں ان کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے

آیت نمبر2۔ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ

ترجمہ۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو

مَا أَنْتَ نہیں ہیں آپ **بِنِعْمَةِ** نعمت کے ساتھ، نعمت کا لفظ کیا ہے؟ اسم جنس ہے **رَبِّكَ** اپنے رب کے فضل سے، اپنے رب کی نعمت سے آپ **بِمَجْنُونٍ** دیوانے نہیں ہیں اور یہاں پہ کفار مکہ کے اعتراض کو رد کیا گیا ہے سورۃ الحجر آیت 6 میں آپ پڑھ چکی ہیں کہ اہل مکہ آپ کو مجنوں کہا کرتے تھے **وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ (6۔ الحجر)** وہ کہتے تھے اے وہ شخص جس پر قرآن **(ذکر)** نازل

کیا گیاہے شک آپ تو مجنون ہیں۔ آپ سوچیں کتنا بڑا الزام اہل مکہ آپ پر لگایا کرتے تھے اور اللہ کے نبی ﷺ **لوگوں** کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے تھے اور لوگ آپ کو کہتے تھے کہ آپ مجنوں ہیں ذرا آپ تصور تو کریں کہ آپ اللہ کے دین کا کام کریں اور لوگ آپ کو کہیں کہ آپ پاگل ہیں تو کیسا لگے گا اور ویسے کسی نے ایسا کہا بھی نہیں اور سامنے کسی کو کہنے کی جرأت بھی نہیں ہوتی لیکن لوگوں کا رسول اللہ ﷺ **کو** مجنوں کہنا ان پر الزام لگانا اور آپ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ **نے** اس کو کیسے برداشت کیا پھر آپ دیکھیں کہ اتنے صبر سے برداشت کیا کہ کوئی ان کو جواب نہیں دیتے تھے کہ میں مجنون نہیں ہوں آپ نے اتنی آیات پڑھیں اتنی احادیث پڑھیں آپ نے سیرت کا مطالعہ کیا آپ نے کوئی ایسی حدیث پڑھی ہو جس میں رسول اللہ ﷺ **نے** اہل مکہ کو جواب در جواب یہ کہا ہو کہ نہیں نہیں میں مجنون نہیں ہوں تو آپ نے تو کچھ نہیں کہا آپ صبر سے برداشت کرتے رہے اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ** آپ اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں تو گویا کہ یہ **نِعْمَة** سے مراد کیا ہے؟ نبوت اور کتاب تو اللہ کا خاص فضل کیا ہے؟ کہ آپ کو نبی بنایا گیا اور اللہ کا خاص فضل کیا ہے؟ کہ آپ پر قرآن نازل ہوا۔ تو یہ جو فضل اللہ نے آپ کو دیا اور آپ کو چن لیا تو نبوت اس بات پر گواہ ہے کتاب قرآن مجید اس بات پر گواہ ہے **رَبِّكَ** آپ کے رب کی طرف سے آپ کے رب کے فضل پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نبوت کے لئے کسی مجنون کا انتخاب نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کتابوں کے نزول کے لئے کسی دیوانے شخص کو منتخب نہیں کرتے تو کہا کہ اپنے رب کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے لئے چنا آپ پر کتاب کو نازل کیا اور آپ مجنوں نہیں ہیں **مَجْنُونٍ** کا مادہ کیا ہے؟ (ج ن ن) اور جن پوشیدہ چیز کو کہتے ہیں اور یہ جو جنون کی کیفیت ہوتی ہے یہ بھی پوشیدہ ہی ہوتی ہے کہ بعض وقت دورہ سا بھی پڑ جاتا ہے تو **بِمَجْنُونٍ** کہ آپ مجنوں نہیں ہیں اور یہاں پر آپ ایک بات یاد رکھیں کہ اعتراض اہل مکہ کر رہے ہیں، شبہات اہل مکہ پیدا کر رہے ہیں، دیوانہ اہل مکہ کہہ رہے ہیں اور جواب اللہ دے رہا ہے

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

رسول اللہ ﷺ کا صبر تو دیکھیں کہ لوگ آپ پر باتیں بنا رہے ہیں اور آپ پر وہ لوگ الزام لگا رہے ہیں اللہ اس کا جواب دے رہا ہے تو اس سے عمل کا کیا اصول نکلتا ہے؟ کہ صبر کرنا چاہئے داعی کی زندگی صبر کی زندگی ہوتی ہے خود ہی حالات و قرائن (شواہد) اللہ ایسے پیدا کر دیتا ہے کہ داعی پر لگنے والے الزامات خود ہی چھٹ جاتے ہیں

آیت نمبر3۔ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ

ترجمہ۔ **اور یقیناً تمہارے لیے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں**

وَإِنَّ اور بے شک **لَكَ** آپ کے لئے **"ک"** کی ضمیر کس کے لئے آئی رسول اللہ ﷺ **کے** لئے کہ بے شک تیرے لئے **لَأَجْرًا** اجر کے معنی کیا ہیں؟ صلہ، آپ کے لئے صلہ ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو صلہ کیوں دیا جائے گا کس چیز کا صلہ ہے جس کا اللہ تعالی نے یہاں بھی ذکر کیا ہے کہ آپ کے لئے صلہ ہے تو تبلیغ کرنے پر اور تبلیغ کرتے ہوئے جو لوگوں کا آپ کو دیوانا مجنون کاہن شاعر اور نجانے کیا کیا کہنا اور پتھر مارنا اور مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دینا اور مدینہ کی طرف آپ کا جانا آپ کا طائف کا سفر کرنا اور آپ کو دیکھ کر لوگ راستہ بدل لیتے تھے اور آپ کو دیکھ کر لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تو آپ جو ان سارے حالات سے گزرے اور اس پر آپ نے جو صبر کیا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ **آپ** کے لئے البتہ اتنا اجر ہے **غَيْرَ مَمْنُونٍ**۔ **غَيْرَ** نہیں **مَمْنُونٍ** اس

کے معنی کیا ہیں؟(م ن ن) **(مَنّ)** کے معنی ہوتے ہیں کاٹ دینا، قطع کر دینا یہ احسان کے معنی میں بھی آتا ہے اور منقطع کے معنی میں بھی آتا ہے تو آپ کو جو اجر دیا جانے والا ہے وہ کبھی کٹنے والا نہیں ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے کبھی اس کو کم نہیں کیا جائے گا کیا بات کہی جارہی ہے کہ آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے تو فریضۂ نبوت کی ادائیگی میں جتنی زیادہ تکلیفیں آپ برداشت کر رہے ہیں دشمن سے جو باتیں آپ سن رہے ہیں اور دشمن جو آپ کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اور اس پر آپ صبر کر رہے ہیں تو آپ کو اتنا اجر ملنے والا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں تو گویا کہ رسول اللہ ﷺ **کو** تسلی دی جارہی ہے ان کو نصیحت کی جارہی ہے ان سے کہا جا رہا ہے کہ آپ کو اگر اہل مکہ دیوانا کہتے ہیں تو آپ غم نہ کریں اور آپ تو دیوانے ہیں بھی نہیں اور دیوانہ ہی اصل میں سب سے زیادہ فرزانہ ہوتا ہے

دنیا نے سدا سمجھا فرزانے کو دیوانہ
فرزانہ حقیقت میں تھا سب میں جو دیوانہ

دوسری بات آپ اپنا بھی ساتھ ساتھ جائزہ لیتے چلے جائیں کہ اللہ کے راستے میں کوئی آپ پر کنکر مارے آپ اپنے آپ سے پوچھیں کہ میں اللہ کے راستے میں جو محنت مشقت کرتی ہوں مجھے کوئی یہی کہہ دے کہ آپ عدل نہیں کرتیں تو آپ کا کیا حال ہو جاتا ہے مجھے کوئی یہی کہہ دے کہ بات تو کرنی نہیں آتی اور مجھے کوئی یہی کہہ دے کہ گھر کی تو خبر لو ذرا ،مجھے کوئی یہی کہہ دے کہ لو اب اس بڑھاپے میں چلا تو جاتا نہیں اور چلی ہیں اللہ کے دین کا کام کرنے یا پھر یہ کہ کوئی ایک جملہ ہی بول دے بس اسی کو لے کے بیٹھ جاتے ہیں اور یا پھر یہ کہ کوئی ہمارا فون سنے ہمارے نام کو دیکھے اور پھر فون نہ اٹھائے اور یا پھر یہ کہ ہمارے فون کا کوئی جواب ہی نہ دے یا پھر یہ کہ چلو فون بھی اٹھا لیا کال کا جواب بھی دیا لیکن آئے نہ دو تین چار دفعہ کہا آئے نہیں تو دوبارہ دعوت نہیں دیتے اور بہت دل برا کر لیتے ہیں لیکن پیارے رسول ﷺ **سے** کہا جا رہا ہے کہ آپ عقلمند ہیں آپ دیوانے نہیں ہیں آپ کے لئے جو اجر ہے غیر منقطع ہے غیر **مَقطُوع** ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے تو اہل حق جو دعویٰ کرنے والے لوگ ہیں دنیا میں ان کو لوگ پتھر مارا ہی کرتے ہیں ان پر کیچڑ اچھالا ہی کرتے ہیں ان پر باتیں کیا ہی کرتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ گھبرا کر پریشان ہو کر پھر وہ کام کرنا چھوڑ دیں وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالی خود ہی ان کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے

آیت نمبر4۔ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
ترجمہ۔ اور بیشک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ تو دو باتیں کہنے کے بعد اب تیسری بات آئی تو پہلی بات کیا؟ کہ آپ مجنوں نہیں ہیں دوسری بات یہ کہ آپ کو اللہ تعالی بہت زیادہ اجر دینے والے ہیں (دنیا میں ہو سکتا ہے نہ ملے لیکن آخرت میں ملنے والا ہے) اور پھر یہ کہ دنیا میں بھی کم اجر نہیں ہے دنیا میں کیسے کم نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ **کو** دنیا ہی میں جو اجر ملا تو کیسا اجر تھا کہ اللہ آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے فرشتے بھیجتے ہیں اہل ایمان سے بھی کہا کہ آپ درود بھیجیے۔ پھر آذان میں رسول اللہ ﷺ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ آپ کا یہ کیسا مقام ہے کیسا اللہ نے آپ کو کمال درجہ عطا کیا۔ پھر آذان کے بعد ہم جو دعا کرتے ہیں دعا کے آخر میں کیا کہتے ہیں **اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ**، اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے)، اور ان کو فضیلت عطا فرما، اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ آپ دیکھیں کہ اگر آپ پوری دنیا کا جائزہ لیں تو پوری دنیا میں حضرت محمد ﷺ **کا** ذکر چلتا رہتا ہے کیونکہ دن اور رات کے اوقات کی تبدیلی تو ایک جگہ فجر ہوتی ہے کچھ عرصے بعد کہیں اور فجر ہوتی ہے پھر کہیں اور فجر ہوتی ہے پھر مسلسل آذان جاری رہتی ہے مسلسل رسول اللہ ﷺ **کا** نام لیا جاتا ہے تو یہ کیا ہے کہ دنیا ہی میں آپ کو اتنی عزت اور مقام دیا گیا اور آپ ابو جہل کو دیکھ لیں ابو لہب کو دیکھ لیں کتنی دولت تھی کتنے امیر تھے کتنی ان کی مال و اولاد تھی لیکن آج تک کبھی کسی ایک نے بھی نام ابو لہب اور ابو جہل نہیں رکھا لیکن دنیا رسول اللہ ﷺ کا نام رکھتی ہے اور شوق سے اور محبت سے نام رکھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ **کو** کافروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا ان کی زندگی کا کافر بھی مطالعہ کرتے ہیں کہ کیا چیز تھی ان کے کردار کے اندر کہ اتنی قلیل مدت میں انہوں نے اس زمانے کی جو بڑی تعلیم اور تہذیب یافتہ قومیں تھیں قیصر و کسریٰ کے لوگ روم اور ایران کے لوگ ان پر آپ نے فتح حاصل کر لی اور ان کی تہذیبیں پاش پاش ہو گئیں اور عرب کے جو بدو تھے وہ قیصر و کسریٰ کے تخت و تاراج کے اس وقت مالک بن گئے جب وہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے تو کیا چیز تھی؟ آپ کا اخلاق تھا آپ کا کردار تھا آپ کا صبر تھا آپ کا اللہ سے تعلق تھا اور دنیا نہیں آپ کی نظر آخرت پر تھی تو یہی بات کہی جارہی ہے کہ دنیا میں بھی **وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ** اور آخرت میں بھی اور آخرت میں آپ کو جو مقام دیا جانے والا ہے اور جو آپ کو اجر ملنے والا ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں **وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ** اور بے شک آپ ہیں **لَعَلٰى** اوپر اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں کہ اس کے اندر استعلاء(بلندی) اور غلبہ کے معنی ہیں کہ آپ اوپر ہیں کس کے **خُلُقٍ** اخلاق سے ہے خُلُق اور **عَظِيْم** بہت بڑے اب پہلے کہا جا رہا ہے کہ آپ تو اخلاق کے اوپر ہیں (اخلاق پہلے ہی بہت اچھی چیز ہوتی ہے لوگ پسند کرتے ہیں خواہش کرتے ہیں تمنا کرتے ہیں کہ ہمارا اخلاق بھی اچھا ہو جائے ایک حسرت ہے تو آپ تو اخلاق کے اوپر ہیں) آپ کا کردار کیسا ہے؟ اخلاق سارے کو جمع کریں اس کے اوپر اور پھر اتنا ہی نہیں عظیم بھی کہہ دیا تو عظیم ویسے تو ہڈی کے لئے کہا جاتا ہے **(ع ظ م)** لیکن یہاں پہ یہ وسعت کے معنی میں آیا ہے مزید وسعت کے لئے **عَلَیٰ** اور **عظیم** نے اس میں وسعت اور حسن پیدا کر دیا اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبہ پر فائز ہو تو رسول اللہ ﷺ **کے** کردار کی گواہی کس نے دی ؟خود قرآن نے اس کی گواہی دی ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ **کا** اخلاق بہترین تھا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کا اخلاق کیسا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا جواب دیا **كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔**’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہی تھا۔‘‘ (امام مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے) کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گویا کہ آپ کا اخلاق تو قرآن تھا۔ قرآن کیا ہے؟ قرآن میں پورا دین ہے اسلام ہے تو آپ کا **خُلُق** وہ تھا جس کا اللہ نے قرآن میں حکم دیا ہے، دین اسلام میں حکم دیا ہے یا پھر اس سے مراد وہ نرمی ، امانت، دیانت، شفقت، حلم ،کرم ،اخلاق ہے کہ آپ نبوت سے پہلے بھی اس میں ممتاز تھے عربوں کے ہاں اخلاق کسے کہا جاتا تھا۔ جس کے اندر حکمت ہوتی تھی کہتے تھے اس کا اخلاق بڑا اچھا ہے۔ اور حکمت کس کے بالمقابلہ ہے ؟ جہالت کے۔ پھر عفت ،پاکیزگی تو آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی بڑے باعفت تھے آپ کنواری لڑکیوں سے زیادہ شرمانے والے تھے باحیا تھے پھر اسی طرح شجاعت عربوں کے ہاں بڑی مشہور تھی اخلاق کے لئے آپ بہت زیادہ بہادر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہادری کی مثال کہ ایک دفعہ کہیں زور سے شور کی آواز آئی آپ ﷺ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے اور باہر چکر لگا کر آئے جب آپ ﷺ واپس آئے تو دیکھا کہ صحابہ جا رہے ہیں یعنی صحابہ ابھی اٹھ رہے تھے آپ ہو کر بھی آگئے کہ یہ آواز کیسی تھی تو جو امیر اور قائد ہوتا ہے وہ بہادر ہوتا

ہے دلیر ہوتا ہے نڈر ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے سائے کے نیچے آرام کر رہے تھے تو ایک آدمی گزرا تھا اور وہ پاس آیا اور آپ کی تلوار جو آپ نے درخت کے ساتھ لٹکائی ہوئی تھی اس نے اٹھا لی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو کون مجھ سے بچائے گا تو آپ نے کہا کہ اللہ۔ اس پر کپکپی طاری ہو گئ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور پوچھا کہ اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا متاثر ہوا کہ پھر وہ مسلمان ہو گیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر عدالت تھی عدالت کیا ہوتی ہے؟ عدل کرنا۔ اسی طرح آپ مہمان نواز تھے تو اہل مکہ زمانہ جاہلیت میں بھی جن صفات کو بہت عمدہ خیال کرتے تھےاور مکارمِ اخلاق (اخلاق کی خوبیاں) کا ایک حصہ سمجھتے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں پھر آپ کے اندر عاجزی اور انکساری پائی جاتی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق کا حال یہ تھا کہ مدینہ کی کوئی لونڈی یا باندی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں لے جانا چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جا سکتی تھی (یہ بخاری کی روایت ہے)۔ اور ہمارے ہاں تو کہتے ہیں کہ اس کا تو اتنا رعب ہے کہ اس کو تو دیکھتے ہی لوگ کپکپانے لگتے ہیں بات نہیں لوگ کر سکتے وہ لوگوں سے ملتا جلتا نہیں ہے ملنا جلنا بالکل ختم ہے بات نہیں کرتا وہ کسی سے بھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لونڈی اور باندی بھی پکڑ کر جہاں ضرورت ہوتی تھی لے جاتی تھی اور آپ ساتھ چلے جاتے تھے اچھا کسی کے اخلاق کا پتہ کرناہو تو کہاں سے پتہ چلے گا؟ گھر والوں سے یا جس کے ساتھ وہ وقت گزارتا ہے آپ کے اخلاق کا پتہ آپ کی ہم جماعت سے چلے گا استاد کے اخلاق کا پتہ اس کے طالبعلموں سے چلے گا اور شوہر کا پتہ اس کی بیوی سے اور بیوی کا پتہ اس کے شوہر سے چلے گا اور بچوں کا پتہ اس کے ماں باپ سے چلے گا اور ماں باپ کا پتہ ان کے بچوں سے چلے گا اچھا آپ کے بارے میں آپ میں سے ہر شخص اپنے آپ سے سوال کرے آپ کی بیٹی اور بیٹے کو کوئی بھی پکڑ لے دوستوں میں سے ہی اور کہے کہ اچھا بتائیں کہ امی کیسی ہیں اور آپ کو کتنا برا لگتا ہے کہ میرے بارے میں یہ پوچھا جا رہا ہے اور پھر یہ کہ اس وقت حال کیا ہے کہ پتہ نہیں بچے نے کیا کیا کہہ دیا کیونکہ میں تو پتہ نہیں کیا کیا کرتی رہتی ہوں اور بچے نے سارا کچھ کہہ دیا اب بچے نے تو سچ بولا اور ہم بچے کی شامت لے آتے ہیں کہ تم نے یہ کیوں کہہ دیا۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کسی کے شوہر کی لوگ بہت تعریف کر رہے تھے تو اس کی بیوی کہنے لگی کہ قبر کا حال مردہ جانے اور بیوی کا حال شوہر جانے اور شوہر کا حال بیوی جانے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے اور اس نے یہ کہا اور میرے تو جیسے پاؤں کے نیچے سے زمین ہی نکل گئی کہ کتنی بڑی بات ہے ویسے ایک عام سا محاورہ ہے کہ قبر کا حال مردہ جانے تو اس عورت نے کہا جس کے شوہر کی تعریف ہو رہی تھی وہ کہنے لگی کہ قبر کا حال مردہ جانے اور شوہر کا حال بیوی جانے اور میں تو یوں بھی کہتی ہوں کہ شوہر کو کیوں کہیں اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ بیوی کا حال شوہر جانے تو بعض اوقات بہت تعریف ہوتی ہے نا لیکن یہ کہ شوہر کی گواہی کیسی ہے بعض اوقات لوگ اطاعت کی اور فرماں برداری کی بہت تعریف کرنے لگتے ہیں تو بس آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ میں کوشش کرتی ہوں اور اللہ مجھے ایسا ہی بنا دے جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں اور پھر یہ کہ اللہ تعالی گھر والوں کے دلوں میں بھی محبت پیار ڈال دے اور واقعی اچھی گواہیاں ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **نے** کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا **جہاد فی سبیل اللہ** میں کسی کو قتل کرنا یا کفار کو مارنا یہ ثابت ہے وہ تو اللہ کے لئے ہے اور وہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نا کسی خادم کو نا کسی عورت کو کبھی مارا۔ اب مردوں کی مردانگی کیا ہے کہ عورتوں کو پیٹتے بھی ہیں اور یہاں کی عدالتوں میں اب کئی ایسے خلع اور طلاق کے مقدمے ہیں کہ مردوں نے عورتوں کو مارا ہے اور یہ

جو پاکستانی یا بھارت یا ایشیا کے مرد ہیں بیویوں کو بہت مارتے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہ مردانگی نہیں ہے عورت تو کمزور ہے آپ ﷺ کی حجتہ الوداع کے موقع پر آخری جو باتیں تھیں جاتے جاتے جو آپ ﷺ کہہ رہے تھے کہ تمہاری عورتیں اور تمہارے غلام تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور پھر اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے 10 سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اس پوری مدت میں جو کام میں نے کیا آپ ﷺ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ایسا کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اب آپ دیکھیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر میں تھے یہ کن کے بیٹے تھے ؟ام سلیم رضی اللہ عنہا کے۔ کیونکہ کل لوگوں نے جو پرچہ حل کیا ہے اس میں میں نے ایک سوال یہ بنایا تھا کہ ایثار کی جو اللہ نے تعریف کی ہے تو اس میں میں نے آگے 3 جواب لکھے تھے ایک لکھا تھا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا دوسرا لکھا تھا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تیسرا انصار تو تینوں جواب درست تھے تو لوگوں نے کیا کیا کہ صرف حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا لکھا۔ تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا آپس میں رشتہ کیا تھا؟ میاں بیوی تھے تو جب بیوی پر آیتیں نازل ہوئیں تو شوہر پر نہیں ہوئیں تھیں تو شوہر کو تو رسول اللہ نے بتایا تھااور میں نے اس دن پھر آپ کو کئی واقعات سنائے تھے کہ انصار کے ایثار پر آیتیں نازل ہوئیں کیونکہ وہ آیتیں کیسی ہیں ایک طرف مہاجرین کی تعریف دوسری طرف انصار کی تعریف تو تینوں جواب درست تھے۔ (یہاں کی شہریت کے لیے جو سوال جواب ہوتے ہیں وہ کتاب آپ خوب نچوڑتے ہیں بس تو اب رٹہ سسٹم کے دن نہیں ہیں آپ کے دونوں جز کے امتحان اب ایسے ہی ہوں گے خوب تیاری کر کے آئیں تھوڑی دیر کا ہو لیکن نچوڑنا ہے اب آپ کو وقت زیادہ نہیں چاہئے ہوتا منتحب کرنے کے لئے 5 منٹ میں بھی پرچہ حل ہو جاتا ہے تیاری زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور استاد کو بھی محنت کی ضرورت ہوگی پرچہ بنانے کے لئے اور مجھے تو یہ طریقہ زیادہ اچھا لگا کہ وہ تین چار قسم کے مختلف پرچے بنا لیتے ہیں اور اس پر انہوں نے پلاسٹک چڑھائی ہوتی ہے اور ہمارےلوگ کہتے ہیں کہ ایسے بیٹھنا کہ پرچہ نظر آتا رہے کا گتے کو ذرا ایسے رکھنا یا پھر کہتے ہیں کہ چلو پاس پاس بیٹھیں گے تو انہوں نے کیا کیا ہے کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ جو رشتے دار ہیں وہ قریب نہیں بیٹھیں اٹھ جائیں دوسری طرف وہ مختلف پرچے دیتے ہیں ایک ہی چیز پر ان کے پاس پانچ چار پرچے تیار ہوتے ہیں مختلف رنگوں کی فائلیں اور ایک ایک کو الگ الگ کر کے دیتے چلے جاتے ہیں اور میں سوچ رہی ہوں آئندہ سالوں میں اب ایسے ہی کرنا ہے لیکن ابھی ہم 29,30 جز میں بھی کر لیتے ہیں گو کہ آپ کے ساتھ ضرورت نہیں ہے آپ لوگ تو ماشاءاللہ بہت ہی اچھے سمجھدار ہیں تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ایک ہی دفعہ محنت کی ضرورت ہوگی اور اس میں آپ بھی میری مدد کریں کہ کسی کو نہیں پتہ کہ اس پر کون سا پرچہ آنے والا ہے تو کیا کرنا چاہئے سیکھنا چاہئے اور پھر یہ کہ وہاں پہ بیٹھ کر کہ اتنا اچھا ہال اتنی اچھی سیٹیں اتنا اچھا سٹیج تو سوچنا کیا چاہئے کہ اللہ میری کلاس کے لئے بھی ایسا کلاس روم دے دے یہ ان کے پاس ہے ہمارے پاس کیوں نہیں ہے ہماری مساجد میں اتنا نظم و ضبط کیوں نہیں ہے وہاں پہ اتنی صفائی کیوں نہیں ہے اللہ ہمیں بھی ایسا دے دے تو ہم سب کو کیا کرنا ہے کہ پورا کا پورا رخ قلب سلیم قلب منیب آخرت کی طرف ہونا چاہئے کہیں بھی بیٹھ جائیں کہیں بھی چلے جائیں کہ ہم اپنے آپ کو کیسے بدلیں۔ تو بات ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بات ہو رہی ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رشتہ بھیجا تو انہوں نے قبول نہیں کیا تھا انہوں نے کہا تھا میرا چھوٹا بیٹا ہے جب تک یہ ذرا اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہ ہو جائے بڑا نہ ہو جائے میں رشتہ نہیں کروں گی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ ان کو اپنے پاس رکھیں

تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ چھوٹے سے تھے جب رسول اللہ کے پاس آگئے تو بچہ بڑا سچ بولتا ہے نا تو رسول اللہ کا اخلاق کردار خلوت جلوت سب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھی اور وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس 10 سال رہا اور آپ ﷺ کی خدمت کی اور میں نے جو کام بھی کیا آپ ﷺ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ایسا کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا. میں خود بھی کہتی ہوں کہ یہ online جو کلاس ہو رہی ہے آپ اس کو دیکھیں اور آپ میں سے کوئی کمپیوٹر کے پاس آتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ میں متاثر ہو رہی ہوں اور اس وقت مختلف کیفیت ہونے لگتی ہے یا میں پڑھا رہی ہوں آپ میں سے کوئی سوال پوچھ لے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے روٹین ہٹ گئی ہے کل کی بات ہے کہ کلاس جب شروع کی تو بس دو طالب علم تھے تو میں نے خالہ جان سے کہا کہ خالہ جان میں اب کلاس شروع کر رہی ہوں تو پنجابی میں کہتے ہیں ہنگارہ دینا مطلب ہوتا ہے کہ آپ جی جی کرتے جائیں تاکہ پتہ چلے کہ ہاں کوئی سن رہا ہے تو میں نے کہا کہ خالہ جان آپ نے نا response دینا ہے کہ میں سن رہی ہوں دوسری طرف میں آپ کو یہ کہتی ہوں کہ recording ہو رہی ہے تو بولنا نہیں ہے۔ اب جب میں نے لکھوانا شروع کیا تو معصوم خالہ کہیں کہ جی جی ،اب میں چاہ رہی ہوں کہ خالہ جان مت بولیں۔ کیونکہ میں آپ کو لکھتا ہوا دیکھتی ہوں تو میں اگلا فقرہ بولتی ہوں کہ میری رفتار اتنی تیز بھی نہ ہو کہ آپ لکھ ہی نہ سکیں اور اتنی آہستہ بھی نہ ہو کہ وقت ضائع ہو اب میں خالہ جان کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ خالہ جان اونچی اونچی کہہ رہی ہیں کہ جی جی پھر بس میں چپ ہو گئی اس کے بعد تھوڑی دیر بعد خالہ جان خود ہی خاموش ہو گئیں اور میں سوچ رہی تھی کہ کتنی سادگی ہے کتنا حسن ہے کہ وہ تو اطاعت کر رہی ہیں استاد کی لیکن وہ جو دو سال والی اطاعت تھی کہ جب میں پڑھانا شروع کر دوں تو بولنا نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ جتنی ان کو سمجھ تھی اس کے مطابق کہ وہ ٹھیک کر رہی تھیں تو ایسا ہوتا ہے کہ بوڑھا ہے یا بچہ ہے تو بعض اوقات وہ آپ کی بات کو سمجھتا نہیں ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کو غصہ نہیں آتا تھا اور ہم بچوں پر کتنا غصہ کرتے ہیں۔ جیسے چھوٹی بچی نے جب برتن دھونے شروع کیے تو پانی نیچے گر گیا تو اب برتن دھونے پے میں خوش نہیں ہو رہی تھی میں ناراض ہو رہی تھی کہ پانی نیچے کیوں گرا اور اطراف میں پانی چلا گیا اور ہر طرف چھینٹے اور تو پھر اس کے والد کہنے لگے کہ یہ بھی تو دیکھو چھوٹی سی بچی ہے اور برتن دھو رہی ہے۔ تو بعض اوقات ہم بے شک اس طرح سے غصے نہیں ہوتے لیکن بچہ اس بات پر خوش ہونا چاہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا مجھے شاباش مل جائے اور ہم ناراض ہونا شروع کر دیتے ہیں تو یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بچے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گواہی بڑی خوبصورت تھی کہ کبھی کچھ نہیں کہا اور کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا اور دس سال خدمت کی اور کتنے کام ایسے ہوں گے جو رسول اللہ کی طبیعت کے خلاف ہوں گے ابھی پچھلے دنوں کسی قرآن کی ٹیچر کے لئے ملازمہ ڈھونڈی جا رہی تھی اور بات یہ ہو رہی تھی کہ اس کو کچھ کہنا نہ پڑے وہ خود سے ہی کہے بغیر بہترین کام کرے تو اب آپ دیکھئے کے ایسا تو نہیں ہوتا جو نوکر ملازم غلام ہوتا ہے بہت غلطیاں کرتا ہے یہ بخاری مسلم کی روایت ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہی کہ آپ ﷺ نے کبھی یہ بات نہیں کہی تھی اور وہ خادم بھی تھے بچے بھی تھے تو ہم اپنے نوکروں ملازموں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں وہ کام بھی کر رہے ہوتے ہیں ہم ناراض بھی ہو رہے ہوتے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اس سے تو سو درجہ اچھا ہے ان بچوں کو ایک طرف کر کے میں خود سارے کام کر لوں اور ملازمہ اس کو بھی ہٹا دوں اور خود کام کر لوں تو بات کیا ہے **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** بے شک آپ اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر فائز ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ **سے** کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے

فرمایا ہو نہیں (یہ بخاری مسلم کی روایت ہے) اور ایک طالبعلم تو دوسرے طالبعلم کو نوٹس نہیں دینا چاہتا اور بعض اوقات چھوٹی چھوٹی چیزیں ضرورت کی ہمسائے سے کوئی لینے آجاتا ہے تو اس پہ دل تنگ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات لوگ جیسے مشینری لینے آجاتے ہیں grinder وغیرہ پہلے زمانے میں لوگ ماچس مانگتے تھے اب ماچس تو نہیں مانگتے کیا مانگتے ہیں کہ اپنا blender دے دیں اپنا grinder دے دیں اپنی استری دے دیں چھوٹی چھوٹی ضرورت کی چیزیں بعض اوقات کسی کی چیز خراب بھی ہو جاتی ہے بعض لوگ گندے طریقے سے استعمال کرتے ہیں صاف نہیں کرتے اس کو اور بعض لوگ بہت صاف ستھرا کرتے ہیں اور پھر طبیعت گھبرانے لگتی ہے جیسے اب جگ کھل جاتا ہے belender والا آپ کو بھی اندازا ہے اس بات کا اب بعض لوگ اس کی ربڑ بھی اور اس کا blade بھی اور ڈھکن سب چیزیں دھو کے سلیقے سے سکھا کے بند کرتے ہیں اور بعض لوگ اس کا ربڑ کھولتے بھی نہیں ہیں دھوتے وقت اور زنگ لگ جاتا ہے پھر اس کے blade کو تو بعض اوقات طبع نازک پہ یہ چیزیں بڑی گراں گزرتی ہیں تو امریکہ میں کچھ سال رہنے کا اتفاق ہوا اور ہمارے کچھ ہمسائے تھے تو جب جگ چاہیے ہوتا تو میں دے دیتی تھی بچاروں نے مجھ سے مہنگا بھی خریدا تھوڑے دنوں میں ان کا جل گیا میرا سستا سا مناسب سا تھا تو پہلے بھی وہ لیتے تھے وہ بعد میں بھی لیتے تھے تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ سارا دن جیسے باہر گئے پڑھا کر آئے آپ کا ایک معمول(عادت) ہے آپ آ کے لیٹے ہیں اب اس وقت گھنٹی ہوئی ہے طبع نازک پہ کتنا گراں گزرتا ہے دینا مسئلہ نہیں ہے آپ کا تو پورا معمول متاثر ہو گیا تو ہوتا کیا ہے طبیعت پر بہت سی چیزیں گراں گزرتی ہیں تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کچھ نہیں کہتے تھے تو میں اور آپ کہاں پہ کھڑے ہیں اپنا اپنا محاسبہ کرنا اپنا اپنا جائزہ لینا یہ ہم سب کے لئے بہت ضروری ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میزانِ عمل میں خلقِ حسنہ کے برابر کسی عمل کا وزن نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ گالی گلوچ کرنے والے بد زبان سے بغض رکھتے ہیں. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان اپنے حسنِ خلق کی بدولت اس شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو ہمیشہ رات کو عبادت میں جاگتا اور دن بھر روزہ رکھتا ہو (یہ ابو داؤد کی روایت ہے) کچھ لوگ ہنستے مسکراتے رہتے ہیں کچھ لوگ عبادات میں بڑے اچھے ہوتے ہیں لیکن اخلاق میں بڑے اجڈ اور اکھڑ ہوتے ہیں سخت مزاج ہوتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھتے ہی دل برا کرتے ہیں کہ ایسے کہہ دیا ایسے ہو گیا۔ ہم اس بات کو سمیٹ لیتے ہیں نچوڑ کیا ہے نمبر 1۔ کہ آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں اسی لئے تو آپ ہدایت کا کام کر رہے ہیں لوگوں کو نیکی کی طرف بلا رہے ہیں جس کا اچھا اخلاق نہ ہو وہ اذیتیں برداشت نہیں کرسکتا یہ ہیں اس کے معنی کیونکہ ایک کمزور اخلاق کا انسان جب دعویٰ کا کام کرے گا لوگ اس کو کہیں گے جا جا تو تو مجنوں دیوانی ہے پاگل ہو گئی ہے تو وہ شخص کیا کہے گا تو پاگل ہوگا تو دیوانہ ہوگا اور اس کو دو جملے اور سنائے گا اب وہیں سے دعویٰ کا کام تو ختم ہو گیا لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا تو کمزور اخلاق والا دعویٰ نہیں کرسکتا لڑائی ضرور کرسکتا ہے اچھے اخلاق والے کا یہ کردار ہے کہ وہ کرے گا دعویٰ کا کام۔ نمبر 2۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کا بلند اخلاق کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص نیکی کے کام میں وہ دیوانگی کو پہنچا ہوا ہے کیونکہ دیوانہ تو عام طور پر وہ شخص ہوتا ہے جس کا ذہنی توازن بگڑ جائے لیکن بد اخلاق والے نیکی کی طرف بلانے والے کو کہتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں کہ آپ اس طرح سے دن رات کام کرتے رہیں کہ اہل مکہ تو آپ کو دیوانہ کہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کا اخلاق سب سے اچھا ہے اور بہت اچھا ہے تو عام طور پر ہم اخلاق کس کو سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں کروٹ سویا کرتے تھے اور یا پھر یہ کہ وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے تو چھوٹی چھوٹی سنتوں کو ہم لیتے ہیں تو سب سے بڑی

آپ ﷺ کی سنت کیا تھی؟ کہ دعویٰ کا کام کرنا اور پھر اس کے اندرحسن اخلاق پر قائم رہنا تو یہاں پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت آپ کے کردار آپ کی نبوت آپ پر جو قرآن نازل کیا گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین باتیں کہیں ہیں اور قسم کھائی ہے قلم کی اور اس چیز کی جو لکھی جا رہی ہے اور تین باتیں کیا کہیں نمبر 1- اللہ کے فضل سے آپ ﷺ مجنوں نہیں ہیں- نمبر 2- آپ ﷺ نبی ہیں اور جو دعویٰ کا کام کر رہے ہیں اور جو صبر اور شکر سے آپ ﷺ برداشت کر رہے ہیں اس کا اجر کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے- اور نمبر 3- آپ ﷺ بے شک اخلاق کے اونچے درجہ پر فائز ہیں بڑے مرتبے پر ہیں اور ہم اپنا بھی محاسبہ کریں اس سے اچھی تعریف کیا ہو سکتی ہوگی کہ خود اللہ نے قرآن میں آپ ﷺ کے لئے تعریف کے الفاظ کہے رہتی دنیا تک یہ آپ ﷺ کے اخلاق کی گواہی ہے اور کان ترس جاتے ہیں یہ سننے کے لئے اور دل مچلتا ہے یہ سننے کے لئے کہ بچے ہمارے بارے میں اچھی گواہی دیں اور شوہر ہمارے بارے میں اچھی گواہی دیں اور جس کا شوہر اپنی بیوی سے راضی ہو جائے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے

آیت نمبر5۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ
ترجمہ۔ عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے

اب جو اہل مکہ اعتراضات کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ اس کا جواب دیتے ہیں اور آپ دیکھیں الفاظ کا چناؤ بڑا زبردست ہے- **فَسَتُبْصِرُ** پس اب تو بھی دیکھ لے گا **وَيُبْصِرُونَ** اور وہ بھی دیکھ لیں گے کیا چیز

آیت نمبر 6۔ بِأَيْيِكُمُ الْمَفْتُونُ
ترجمہ۔ **کہ تم میں سے کون جنون میں مبتلا ہے**

بِأَيْيِكُمُ الْمَفْتُونُ کہ تم میں سے کون جنون میں مبتلا ہے یہاں پہ یہ کہا جا رہا ہے کہ جب اسلام پھیلے گا جب حق واضح ہو جائے گا سارے پردے اٹھ جائیں گے اس وقت پتہ چلے گا کس کا اخلاق اچھا تھا اور آپ کو پتہ ہے رسول اللہ ﷺ نے جس اخلاق کا مظاہرہ کیا تو اہل مکہ کیا کرتے تھے اپنے جھگڑوں کو چکانا ہوتا تو آپ کو حکم مقرر کرتے تھے جب امانت رکھنے کی باری ہو تو رسول اللہ کا چناؤ کیا کرتے تھے اور حجرِ اسود کو لگانے کی باری آئی تو اہل مکہ نے کہا کہ بس ہم رسول اللہ ﷺ کو اپنا حکم مقرر کر لیتے ہیں اپنا جج مقرر کر لیتے ہیں جیسے آپ اس معاملے کا فیصلہ کریں گے ہم اس کو ماننے کیلئے تیار ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جلد ہی پتہ چل جائے گا (پہلے بھی پتہ تھا) جوں جوں اسلام پھیلے گا تو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا پتہ چلتا جائے گا اور یہ تو ہے دنیا کی بات اور آخرت میں کیا ہوگا کہ آپ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو جب قیامت آئے گی تو جو آپ کو مرتبہ اور مقام ملے گا **لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ** تو اس وقت پتہ چلے گا **فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ** تو یہ دنیا بھی مراد ہے اور پھر آخرت بھی تو پھر جلد ہی دیکھا جائے گا تو بھی دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے **بِأَيْيِكُمُ الْمَفْتُونُ** کہ تم میں سے کون مجنون ہے **الْمَفْتُونُ** یہ مجنوں ہی کے وزن پر ہے تو (ف ت ن) سے ہے اور **فتن** کے معنی کیا ہیں جو آزمائش میں ہے جو مجنون یا دیوانگی کی کیفیت میں ہے

آیت نمبر7۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

ترجمہ۔ تمہارا رب اُن لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، اور وہی ان کو بھی اچھی طرح جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بے شک تیرا رب زیادہ جانتا ہے **بِمَنْ** اس شخص کو **ضَلَّ** جو بھٹک جائے جو بہک جائے **عَنْ سَبِيلِهِ** اپنی راہ سے تو تمہارا رب ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اس سے مراد ہیں اہل مکہ جو شرک کرتے تھے اور ہر دور کے جو نافرمان ہیں آج کے دور کے بھی شرک کرنے والے **وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ** اور وہ خوب جانتا ہے کون جانتا ہے؟ اللہ تعالی **بِالْمُهْتَدِينَ** ہدایت والوں کو اور راہ یافتہ لوگوں کو بھی اللہ خوب جانتا ہے

آیت نمبر8۔ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ
ترجمہ۔ لہٰذا تم اِن جھٹلانے والوں کے دباؤ میں ہرگز نہ آؤ

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ پس تُو جھٹلانے والوں کی بات نہ مان اب یہاں پر کہا جا رہا ہے حکمیہ صیغہ ہے **فَلَا تُطِعِ** پس آپ اطاعت نہ کیجئے **الْمُكَذِّبِينَ۔ مُكَذِّب** واحد ہے اور **مُكَذِّبِينَ** جمع ہے تو کہا یہ جا رہا ہے کہ آپ **مُكَذِّبِينَ** کی اطاعت مت کیجئے تو یہ کیا اطاعت تھی جو کرنے سے منع کیا جا رہا ہے؟ اصل میں اہلِ مکہ یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ **جو** تبلیغِ دین کا کام کر رہے ہیں اس کو چھوڑ دیں اور وہ یہ چاہتے تھے کہ آپ مصلحت کریں آپ ان کی باتیں مانیں تو کہا جا رہا ہے کہ آپ ان کی اطاعت مت کریں ان کی طرف آپ نے جھکنا نہیں ہے ان کا کہنا نہیں ماننا

آیت نمبر9۔ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ
ترجمہ۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ کچھ تم مداہنت کرو تو یہ بھی مداہنت کریں

وَدُّوا اور وَدّ اس کا مادہ کیا ہے (و د د) **وَدُّود** بھی اسی سے ہے **وَدُّود** محبت کے لئے لفظ استعمال ہوتا ہے تو **وَدُّوا** وہ چاہتے ہیں شدید محبت کرتے ہیں شد آئی ہوئی ہے اوپر وہ شدید محبت کرتے ہیں کس چیز کے لئے **لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ** کہ تم بھی مداہنت کرو تو یہ بھی مداہنت کریں کہ تم ذرا ڈھیلے ہو جاؤ تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں (د ھ ن) اس کا مادہ ہے اور اسکے معنی تیل کے ہیں **اِدْهَان** کسی چیز کو تیل لگا کر نرم کرنا جیسے تالے کو زنگ لگ جائے تو آپ تیل ڈالتے ہیں تو چابی آرام سے اسکے اندر داخل ہو جاتی ہے اب میرے شوہر سو رہے ہیں آرام کر رہے ہیں اور بچوں نے سکول جانا ہے تو اگر آرام سے بھی غسل خانے کا دروازہ کھولتے ہیں تو ایک آواز آتی ہےاور میں چاہتی تھی کہ آواز نہ آئے تو میں نے اسکے قبضوں میں تیل لگا دیا تو تھوڑی دیر بعد ہی دیکھا تو آواز نہیں آرہی تھی تو تیل لگا کر نرم کر دینا۔ اردو میں بھی آپ کہتی ہیں آپ مکھن لگا رہی ہیں خوش آمد کرنا تو آپس میں مصالحت کر لینا، مداہنت کر لینا تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اہل مکہ یہ چاہتے ہیں کہ **لَوْ تُدْهِنُ** کہ آپ بھی مداہنت کریں کہ تبلیغ اسلام میں ڈھیلے پڑ جائیں وہ شرک کر رہے ہیں وہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہیں کہو کچھ ہماری مانو کچھ ہم آپ کی مانتے ہیں تو وہ چاہتے تھے کہ آپ مخالفت میں ہی کچھ نرمی کر لیں تو کہا جا رہا ہے کہ وہ تو یہ چاہتے ہیں **لَوْ تُدْهِنُ** کہ تم بھی مداہنت کرو تم ڈھیلے پڑ جاؤ نرمی دکھاؤ **فَيُدْهِنُونَ** تو وہ بھی نرم پڑیں گے وہ بھی ڈھیلے پڑیں گے پھر وہ بھی وہ آپ کے ساتھ مصالحت کریں

گے اس کے بعد آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت بڑے زبردست طریقے سے ایک کردار پیش کرتے ہیں اب یہاں پہ نام لئے بغیر ایک کردار پیش کیا گیا ہے اور یہ کردار کیوں پیش کیا گیا ہے؟ ایسا کردار جو کہ ایک برے شخص کا کردار ہے جب اس کا نام بھی نہ لیا جائے اور اس کا ذکر کیا جائے تو جو اردگرد کے لوگ ہوتے ہیں سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس کی بات ہو رہی ہے ابتدائی آیتوں میں عام اہل مکہ کا ذکر کیا جا رہا ہے اب یہاں سے بغیر نام لئے ایک شخص کے کردار کو پیش کیا جا رہا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کردار تھا ولید بن مغیرہ کا اور اس میں آیت نمبر 10 سے لے کر آیت نمبر 14 تک اس کردار کی اللہ تعالیٰ صفات بتاتے ہیں اور پھر آیت نمبر 15 اور 16 میں اس کا انجام بتاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ پہلے بھی ایسے لوگ تھے تو ان کا کیا انجام ہوا یہاں پہ آئیے اس کردار کو ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو اصول بتایا کہ جو گمراہ اور جھوٹے کا کردار ہے وہ کیسا ہے ساتھ ہی کہا

آیت نمبر 10- وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ

ترجمہ- ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے

وَلَا تُطِعْ تُطِعْ کا مادہ کیا ہے **(ط و ع)** اور یہاں پہ فعل نہی کا صیغہ ہے حکمیہ انداز ہے **وَلَا تُطِعْ** اور آپ اطاعت نہ کیجئے **كُلَّ** ہر **حَلَّافٍ (ح ل ف)** سے ہے اور قسم کے لئے آتا ہے یہاں مبالغے کا صیغہ ہے اور آپ اطاعت نہ کیجئے ہر قسم کھانے والے کی تو یہ ہے پہلی صفت اس کی اور **حَلَّافٍ فَعَّال** کا وزن ہے مبالغے کا اور بظاہر ایک کردار ہے لیکن **كُلَّ** بھی کہہ دیا تو معنی کیا ہیں کہ یہ جو ایک کردار پیش کیا جا رہا ہے یہ ایک نہیں ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ قسمیں کھانے والے ہیں آپ بات نہ مانیں ہر ایسے شخص کی جو بہت قسمیں کھانے والا ہو اور اب یہاں پہ کیوں کہا جا رہا ہے کہ بہت قسمیں کھانے والے کی بات نہ مانی جائے؟ قسم انسان کب کھاتا ہے جب کوئی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور یا پھر یہ کہ کوئی شخص جھوٹا ہوتا ہے اور اس کو یقین دلانے کے لئےقسم کھانےکی ضرورت پڑتی ہے اور منافق بات بات پر قسم کھاتا ہے **مفہوم حدیث**- ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کسی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ بات بات پر قسم کھائے تو بعض بچے قسمیں کھاتے ہیں بعض عورتیں قسمیں کھاتی ہیں قسم کو انہوں نے معمولی چیز سمجھ لیا ہے اور **حَلَّافٍ** اور اس پہ شد بھی ہے مبالغہ کا صیغہ ہے تو معنی یہ ہیں بہت قسمیں کھانے والا ہرگز اس کا کہنا نہ ماننا اور بعض اوقات انسان جب سمجھتا ہے کہ میں ہار رہا ہوں اور وہ جھوٹا اور منافق ہوتا ہے پھر وہ قسمیں کھانا شروع کر دیتا ہے۔ تو قسمیں کھانا کوئی اچھی بات نہیں ہے قسمیں نہیں کھانی چاہئیں تو بہت قسمیں کھانا یہاں پر اس سے منع کیا گیا نمبر 2- **مَهِينٍ** کسے کہتے ہیں اس کا مادہ کیا ہے **(ه و ن)** اور اللہ تعالی نے مومنین کی جو صفات پسند کی ہیں اور وہ کیسی صفات ہیں کہ **اَلْمُؤْمِنُ هَيِّنٌ لَيِّنٌ** کہ مومن نرم بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ وہ منکسر المزاج ہوتا ہے اس کے علاوہ آپ سورۃ الفرقان کو دیکھ لیجئے تو وہاں پہ یہ لفظ آپ نے پڑھا تھا اور کئی دفعہ آپ نے پڑھا ہے وہاں آپ نے کیا پڑھا تھا کہ **وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (63- الفرقان)** رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ کو آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ تو یہ **هون** کا لفظ نرمی کے لئے اور عاجزی اور جھکاؤ کے لئے بھی آتا ہے ذلت اور رسوائی کے لئے بھی آتا ہے اسی سورۃ میں آپ دیکھیں کہ جہنم کے عذاب کے بارے میں ہے **وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا (69- الفرقان)** اور وہ ذلت خواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا **مُهَانًا** وہاں پہ آیا ہے اب یہاں پہ کیا ہے کہ **مَهِينٍ** تو **مَهِينٍ** کے معنی کیا ہیں کہ وہ شخص حقیر ہے وہ شخص ذلیل ہے وہ شخص گھٹیا ہے۔ جو بہت قسمیں

کھانے والا ہے دراصل اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا جب اس کو نظر آتا ہے کہ میں اب ہار رہا ہوں اور سب مجھے گھٹیا سمجھ رہے ہیں اور ہوتا وہ گھٹیا ہے تو پھر وہ کیا کرتا ہے کہ وہ اور قسمیں کھانی شروع کر دیتا ہے تو کہا جا رہا ہے اس کی دوسری صفت کیا ہے کہ وہ **مَهِينٍ** ہے تیسری صفت کیا ہے

آیت نمبر 11- هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ

ترجمہ۔ طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے

هَمَّازٍ (ھ م ز) اور اسی نام پر ایک سورۃ بھی ہے کون سی سورۃ ہے؟ الھمزہ یہ مصدر ہے اس کے لفظی معنی ہوتے ہیں چٹکی لینا بعض اوقات بچہ بہت روتا ہے آپ کو سمجھ نہیں آتی کہ بچہ رویا کیوں تو ہوتا کیا ہے کہ شیطان چٹکی لیتا ہے ایک میری طالبعلم تھیں New York میں اور وہ کہتی تھی کہ بچوں کو چھیڑنا میرا مشغلہ ہے اور کہیں بھی دیکھتی تھیں اچھے گالوں والا بچہ اور زیادہ صحتمند تو کبھی ادھر چٹکی کاٹتی کبھی ادھر چٹکی کاٹتی اور بچے اس سے بھاگتے تھے اور پھر میں نے کہا تھا پھر آپ اپنی پوتی نواسی کی بھی ایسی چٹکیاں لینا نا پھر دیکھیں گے تو بہرحال بات کیا ہے کہ چٹکی لینا، کچھ چبھو دینا، تو اس کو **همز** کہتے ہیں تو جب چٹکی لی جاتی ہے تو ہوتا کیا ہے کہ اس شخص کو کتنی تکلیف ہوتی ہے تو اسی سے یہ لفظ عیب گوئی کرنا طعنے دینا اس کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اچھا شیطان کو **هَمَزَات** کہا جاتا ہے تو **(ھ م ز)** وہ کیا کرتا ہے وہ بھی جب آ کر وسوسہ ڈالتا ہے تو اس پر وہ چٹکی لیتا ہے ادھر وسوسہ ڈالا اچھا بھلے دو دوست اب اس نے تو چٹکی بھر لی ایک وسوسہ ڈالا اب اس کے ساتھ ہی چہرے کی رنگت بدلنی شروع دوسرا دوست کہتا ہے پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کے چہرے کی رنگت کیوں بدل گئی ابھی تو یہ مسکرا کر مجھ سے بات کر رہی تھی ابھی اس کا منہ بن گیا اصل میں اس کو چٹکی لے لی کس نے؟ شیطان نے۔ ایکدم اس کا رویہ تبدیل ہو گیا لیکن ساتھ والے کو پتہ نہیں چلا تو شیطان کے لئے بھی **هَمَزَات** لفظ آتا ہے تو اسی طرح **هَامِزٌ** کہتے ہیں عیب جوئی کرنے والا اور عیب جوئی کرنا، طعنے دینا اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور بعض لوگ بہت طعنے دیتے ہیں تو **هَمَّازٍ** یہ بھی مبالغے کا صیغہ ہے۔ چوتھی اس کے صفت **مَشَّاءٍ** (م ش ی) سے ہے اور **مَشْیٌ** جو ہوتا ہے چلنا اور **اِمْشِی** حکمیہ صیغہ ہے چل اور **مَشَّاءٍ** مبالغہ ہے کہ چلت پھرت کرنے والا اچھا یہ **مَشَّاءٍ** کون ہوتا ہے؟ جو بہت چلتا پھرتا ہے ایک تو آپ بھی آتی ہیں کلاس کے لئے اور ایک جو چغلی کرنے والا ہوتا ہے جو لگائی بجھائی کرنے والا اور **بی جمالو** کا کردار کیا ہے کہ برقع سر پر ایسے پیچھے بس رکھا ہے کیونکہ دیر لگے گی اگر اس نے آگے کر لیا یا اس کو صحیح سے پہن لیا اور چپل پہنی ہوئی ہے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا پھر دوسرے میں گئی پھر تیسرے میں گئی پھر چوتھے میں گئی پھر پانچویں میں گئی تو ہر خاندان کے اندر ہر گھر کے اندر ہر معاشرے کے اندر دوستوں کے اندر ایک بی جمالو ہوتی ہے اِدھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر اور اللہ جانے اس کو کہاں سے اتنی فرصت مل جاتی ہے کہ فلاں مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ وہ آپ کے بارے میں شاید بات کر رہا تھا کیونکہ جب میں گئی تو وہ چپ کر گیا اور لگ یہ رہا تھا کہ میرے ہی بارے میں کر رہا تھا ہو سکتا ہے اس کرنے والے کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو اور وہ اِدھر کی اُدھر تو وہ **چغلی** کرنے والے کیا کرتے ہیں چلتے پھرتے بہت ہیں۔ ایک تو تھا پاؤں کا چلنا تو اب ہمیں چلے پھرنے کی ضرورت نہیں پڑتی فون ہمارے گھروں میں ہے فون پر زبان چلتی رہتی ہے ہاتھ چلتے رہتے ہیں اشاروں کے ساتھ تو **مَشَّاءٍ** بہت چلنے والا مبالغہ ہے **بِنَمِيمٍ** یہ ایک ہی صفت ہے **مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۔ بِنَمِيمٍ** کسے کہتے ہیں **(ن م م)** یہ مصدر ہے اور چغلی کھانا اور جو آپ نے پیچھے (م ش ی) پڑھا نا تو **مَشَّاءٍ** یہ بھی مصدر ہے اور

بہت زیادہ چلنے والا تاکید بھی ہے **نَمِیمٍ** چغلی کھانے والا کیا ہے کہ ادھر کی ادھر لگائی بجھائی کرنے والا اور آپ ﷺ نے دیکھا ایک شخص پر قبر کا عذاب ہو رہا ہے آپ ﷺنے دو وجہ بتائی تھیں ایک کیا تھی پیشاپ جب کرتا تھا تو اس کے چھنٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا دوسری وجہ کیا تھی چغل خور تھا چغلیاں بہت کرتا تھا۔ تو وہ لوگ جو دوستوں میں چغلی کے ذریعے جدائی ڈال دیتے ہیں جو میاں بیوی میں طلاق کروا دیتے ہیں جو دو لوگوں کی محبت کو نفرت میں بدل دیتے ہیں اِدھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر اور آپ کو پتہ ہے کہ دو لوگوں میں دوستی کروانے کے لئے تو جھوٹ بولنا بھی جائز ہے کہ نہیں وہ آپ کی تعریف کر رہا تھا اس کے دل میں آپ کے لئے بہت خیر ہے وہ آپ کی بہت عزت کرتا ہے اور کجا یہ کہ لگائی بجھائی کر کے ان میں ناراضگی پیدا کرتی جائے

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے
ڈھیندا جو کچھ ڈھا دے
اک بندے دا دِل ناں ڈھاویں
رب دلاں وچ رھیندا

دلوں میں نفرت پیدا کر دینا یہ کردار اللہ کو سخت نا پسند ہے اور چغلی کرنا حرام ہے ہم سب کو ڈرنا چاہئے کہ ہم زبان کی حفاظت کرتے ہیں کہ نہیں۔ چغلی کرنے کے لئے بہت پھرتی دکھانی پڑتی ہے کبھی زبان بہت چلانی پڑتی ہے کبھی پاؤں بہت چلتے ہیں اِدھر اُدھر آنکھوں سے بعض لوگ چغلی کر جاتے ہیں پانچویں صفت ہے

آیت نمبر12۔ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ

ترجمہ۔ بھلائی سے روکتا ہے، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بد اعمال ہے، جفا کار ہے

مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ یہ (م ن ع) سے ہے اور یہ مصدر ہے یہ مبالغے کا صیغہ ہے اب کیا ہے کہ بہت زیادہ منع کرنے والا کس سے **لِلْخَيْرِ** خیر سے۔ خیر دو معنی میں استعمال کیا جاتا ہے خیر نیکی کو بھی کہتے ہیں خیرات اور دوسرے اس کے معنی ہیں مال کیونکہ اللہ تعالی نے مال کو بھی **خَيْر** کہا ہے جب اللہ کے راستے میں اس کو خرچ کیا جائے۔ تو نیکی کے کاموں سے منع کرتا ہے بھلائی کے کاموں سے روکتا ہے معنی کیا ہیں کہ ایسا شخص ایک تو بخیل ہے کسی کو ذرا سا بھی نہیں دیتا، پیسہ بھی نہیں دیتا اور پھر دوسرے معنی کیا ہیں نیکی کے کاموں میں رکاوٹ ڈالتا ہے **مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ** چھٹی اس کی صفت ہے **مُعْتَدٍ** کا مادہ کیا ہے **(ع د و)** اب یہاں پر ہے **مُعْتَدٍ** آگیا تو اس کے معنی ہیں کہ بہت زیادہ حد سے بڑھنے والا تو یہ شخص کیسا ہے **مُعْتَد** ہے اور حد سے بڑھنا اس کے معنی کیا ہیں کہ دشمنی میں حد سے بڑھنے والا۔ ساتویں صفت ہے **أَثِيمٍ۔ نَاقَةُ‌الاَثِمَۃ** ایسی اونٹنی کوکہا جاتا ہے جو تیز چل سکتی ہو اور پھر بھی وہ آہستہ چلے تو **أَثِيمٍ** کیا ہے جان بوجھ کر گناہ کرنے والا تو اب اس شخص کی ایک صفت کیا ہے کہ یہ گناہگار ہے یہ **أَثِيمٍ** ہے۔ تو گناہ کرنے میں حال اس کا کیا ہے؟ حد سے بڑھ جانے والا ہے گناہ کرنے میں دشمنی کا رویہ اختیار کر لیتا ہے **مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ** پھرکیا فرمایا

آیت نمبر13۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ

ترجمہ۔ اور اَن سب عیوب کے ساتھ بد اصل ہے

پھر اس کی آٹھویں صفت ہے **عُتُلٍّ** کا مادہ ہے **(ع ت ل)** اس کے معنی ہیں سختی اور درشتگی سے کسی کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچنا اور گھسیٹنا (اس کے لفظی معنی کیا ہیں کہ کسی کو سختی کے ساتھ اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر کھیچا جائے اور گھسیٹا جائے) اچھا اب آپ دیکھیں کسی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹیں گے تو آپ کی گرفت میں نہیں آئے گا لیکن اگر کسی کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے تو کیا ہوتا ہے کہ مٹھی میں سر کے بال آپ لے لیں تو گھسیٹتا چلا جاتا ہے کھینچتا چلا جاتا ہے تو اجڈ کھردرے درشت خو شخص کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو **عُتُلٍّ** کیسے شخص کو کہتے ہیں جو شخص بہت زیادہ سخت ہے اجڈ ہے **بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ** اور اس کے بعد **زَنِيمٍ** بھی ہے **(زن م)** یہ بڑا اہم لفظ ہے اور کہتے ہیں کہ اصل میں یہ لفظ **زَنَمَةٌ** سے نکلا ہے (جیسے **جَنَّةٌ** لکھتے ہیں اس طرح لکھ لیں) یہ اس سے نکلا ہے اور **زَنَمَةٌ** اس غدود کو کہتے ہیں جو بکریوں کی گردن میں لٹکتا ہے اور اچھا آپ دیکھیں کہ ہر بکری کی گردن میں نہیں ہوتا کچھ بکریاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی گردن میں کچھ فالتو قسم کا گوشت یا کھال سی لٹکنے لگتی ہے تو اس کی حیثیت جسم میں بالکل ایک فالتو عضو کی ہوتی ہے تو **عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ۔** **عُتُلٍّ** سخت دل ہے بے مروت ہے اتنا اس کا دل سخت ہے کہ لوگ مر رہے ہیں لیکن ایک پیسہ خرچ نہیں کرتا آپ پڑھ ہی چکیں **فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ () وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ(2,3۔ الماعون) يَدُعُّ الْيَتِيمَ** یعنی وہ **عُتُلٍّ** ہے کہ یتیموں کو پکڑ پکڑ کر دھکے مار کر نکال دیتا ہے اور اس کے بعد وہ **زَنِيمٍ** ہے تو **زَنِيمٍ** کے کیا معنی سامنے آئے بکری کی گردن میں لٹکنے والا فالتو گوشت، فالتو چیز کو کہا جاتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ایسا نہیں ہے کہ یہ شخص جس حسب نسب کا دعوٰی کرتا ہے وہ واقعی اس کا نسب ہے بلکہ کیا ہے کہ یہ اس خاندان میں گھس آیا ہے فالتو ہے مفسرین یہ کہتے ہیں یا تو یہ اخنس بن شریق کے بارے میں ہے کہ وہ **ثقیف** قبیلے سے تھا لیکن وہ دعوٰی کرتا تھا کہ وہ **زہرہ** قبیلے سے تعلق رکھتا ہےوہ ایسا کیوں کہتا تھا؟ کیونکہ **زہرہ** قبیلہ کا ایک رتبہ اور مقام تھا بعض کہتے ہیں یہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے وہ قریش قبیلے میں سے تھا نہیں لیکن دعوٰی کرتا تھا کہ قریش سے ہے کیونکہ اپنے نسب کو حقیر سمجھ کر اس نے دوسروں کے نسب میں گھسنے کی کوشش کی اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کیسا تھا؟ منقطع النسب اس کے نسب کا پتہ نہیں تھا کٹا ہوا تھا اسکے باپ کا پتہ نہیں تھا مغیرہ نے اٹھارہ سال کی عمر ہونے کے بعد اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا تو بعض مفسرین کہتے ہیں کہ **زَنِيمٍ** حرام زادے کو کہتے ہیں حسب نسب کو چھپانے والا **ولدالزناُ** بعض لوگ اپنی ذات چھپاتے ہیں (چھوٹی ذات) اور بعض کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ انکا باپ کون ہے **ولدالزنا** عام طور پر آپ قرآن میں اس کا ترجمہ پڑھیں گی کہ وہ بداصل تھا بدنام تھا لیکن میں نے ایسے آپ کے سامنے رکھا کہ آپ اس کو بھولیں نا بکری کی گردن میں کھال لٹک جاتی ہے فالتو گوشت تو اسی طرح وہ شخص **ولدالزنا** ہے بد اصل ہے حسب نسب کو چھپانے والا ہے چھوٹی ذات سمجھ کر تو بہرحال **عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ** کیونکہ ولدالزنا خاندانی نہیں ہوتے اور انکا کردار اچھا نہیں ہوتا پھر اس کی دسویں صفت کیا ہے

آیت نمبر 14۔ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ

ترجمہ۔ اِس بنا پر کہ وہ بہت مال و اولاد رکھتا ہے

یہ ساری جو صفات ہیں اس کے اندر کیوں پائی جاتی ہیں؟ یہ 9 صفات جس کا ذکر آپ نے پڑھا آیت نمبر 10 سے اس کی اصل وجہ یہ ہے جو آیت نمبر 14 میں بتائی گئی ہے **أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ** اس لئے ، اس بناپر کہ وہ مال اور اولاد والا ہے مال اس کے پاس بہت ہے اور **بَنِينَ اِبْن** کی جمع ہے کہ اس کے

بیٹے بہت سے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ مال اور اولاد ہر دور میں انسان کے کردار کی برائی کا سبب بن جاتی ہے کیوں؟ مال اور اولاد کی کثرت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت بڑی چیز ہیں امیر لوگ اور جن کے بیٹے ہوں اور خاص طور پر یہاں **بَنِينَ** بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر دور میں بیٹوں پر بہت فخر کیا جاتا ہے اور بیٹیاں والے ان کو تو لوگ کچھ بھی نہیں سمجھتے بیٹیوں والوں کو دھکے دیتے ہیں اور بیٹیوں والے مجبور ہوتے ہیں بیچارے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اس کو مال اور اولاد والا بنایا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ شکر گزار ہوتا تو شکر گزار ہونے کی بجائے اس کے اندر یہ بری صفات پیدا ہو گئیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ اصل میں یہاں پر ایک کردار پیش کیا گیا لیکن ساتھ ہی کہا **وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ** ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے. تو معنی کیا ہیں کہ ہر ایسا شخص اور مکہ کے جو سردار تھے ان میں سے بعض لوگوں کا ایسا ہی کردار تھا ابو جہل تھا ابو لہب تھا ولید بن مغیرہ تھا اخنس بن شریق تھا اور بہت سے لوگ تو ہر دور میں ایسا کردار زیادہ تر ان لوگوں کے اندر پایا جاتا ہے جو امیر ہوتے ہیں اور جن کے پاس اولاد ہوتی ہے تو گویا کہ یہ اپنی دھونس جماتا ہے کہ میرے پاس بہت مال ہے اور اولاد ہے اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ مال اور اولاد ہونے کی وجہ سے یہ مغرور ہو گیا ہے

آیت نمبر 15۔ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
ترجمہ۔ جب ہماری آیات اُس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا جب اس کو سنائی جاتی ہیں ہماری آیات **قَالَ** کہتا ہے **أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ** کہ یہ تو اگلے وقتوں کی سطریں ہیں تو یہ کیا ہیں یہ **أَسَاطِيرُ** ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ قبول کرنے کی بجائے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے **أَسَاطِيرُ** کہہ دیتا ہے اور **أَوَّل** کی جمع ہے **أَوَّلِينَ** اور ایسے برے کردار والا ہے کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ جیسے آج کے دور میں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تو پرانا ہے اب جدید دور کے جدید تقاضے ہیں لیکن یاد رکھئے گا

؎ کل جس کا اعلان کیا تھا کوہ صفا پہ آقا نے
آج بھی وہ سچائی لوگوں سب سے بڑی سچائی ہے

اور اصل بات کیا ہے کہ اسلام ہر دور میں نیا ہی رہا اس دور میں بھی اور آج کے دور میں بھی

؎ لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو
بہت دنوں سے نظامِ حیات برہم ہے
چراغ اتنے جلاؤ کہ تیرگی نہ رہے

تو کون سے چراغ جلانے ہیں اسلام کے چراغ جلانے ہیں تو بہرحال ان ساری آیات میں ایک بد کردار ، امیر ، مغرور ، ذلیل اور رسوا شخص اس کا کردار پیش کیا گیا ہے اور آپ دیکھیں کہ اس میں جو بہت سی صفات ہیں ایسی ہیں جو زبان کی حفاظت نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں **وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ (10) هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (11)مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ** (12)۔ ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے () طعنے دیتا ہے، **چغلیاں** کھاتا پھرتا ہے. بھلائی سے روکتا ہے، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بد اعمال ہے، جفا کار ہے۔ زیادہ تر تو منہ سے بول کر ہی منع کیا جاتا ہے تو زبان کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے کردار کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس جو بھی مال اور اولاد ہے تھوڑا ہے یا زیادہ تو اس میں کبر

اور غرور میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے اندر عاجزی اور انکساری پیدا کرنی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کبر اور غرور مال اور دولت رکھنے والوں کو لے ڈوبے اور مکہ کے سرداروں کا کردار ایسا ہی تھا تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پرانے وقتوں کی کہانیاں ہیں تو پہلے زمانے کے لوگ بھی اپنے نبیوں کو یہی کہتے تھے کہ جو آپ دعوت پیش کر رہے ہیں پرانے زمانے کی دعوت ہے

آیت نمبر16۔ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ
ترجمہ۔ **عنقریب ہم اس کی سونڈھ پر داغ لگائیں گے**

سَنَسِمُهُ عَلَى عنقریب ہم داغیں گے اس کو **عَلَى الْخُرْطُومِ** اس کی ناک پر اب یہاں پہ یہ بات آپ یاد رکھیں کہ **سَ** آیا ہے اور عنقریب گویا کہ جلدی ہی اور "**نَ**" کس کے لئے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے استعمال کیا ہے کہ ہم اس کی جو **خُرْطُوم** ہے اس پر داغ لگائیں گے اور **خُرْطُوم** کسے کہتے ہیں؟ ناک کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ناک کے لئے **(ا ن ف) اَنْفٌ** اور عرب لوگ کیا کہتے تھے جو اونچی ناک والا ہوتا تھا جو بڑی عزت والا ہے اس کو بھی عربی میں **اَنْفٌ** کہتے ہیں اور **تَرِبَ اَنْفُہٗ** کہتے ہیں ناک کا خاک آلود ہونا کہ کسی کی عزت کاکم ہو جانا اچھا یہاں پہ **اَنْفٌ** کی بجائے یہ کیوں آگیا **خُرْطُوم** تو اصل میں یہ عام ناک کو نہیں کہا جاتا ہر ناک کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ ایسی ناک کو کہتے ہیں جو ہاتھی کی سونڈھ کی طرح ہو یعنی لمبی ناک والا اور لمبی ناک جس کا اگلا حصہ پنجے تک آتا ہو اور **اِنْخَرْطَمَ** ناک اونچی کرنا اور تکبر کرنا اور اس کی جمع ہے **خَرَاطِيْم** اور **خَرَاطِيْمُ الْقَوْم** قوم کے سردار اور متکبر لوگوں کو بھی کہتے ہیں اور یہ جو لمبی ناک ہے خِنزیر کی تھوتنی اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے (خِنزیر اور ہاتھی کی تھوتنی یا ناک کے لئے) اور ولید بن مغیرہ کے بارے میں آتا ہے کہ غزوۂ بدر میں اس کی ناک کے اوپر تلوار کا زخم آیا تھا اور بعد میں پھر باقاعدہ اس کے چہرے پر ناک پر ایک نشان پڑ گیا تھا اور یہ جو تلوار کا زخم آیا تھا اسی سے کہتے ہیں پھر اس کو موت آگئی تھی جیسے ہوتا ہے نا کہ بعض زخم اندر ہی اندر خراب ہوتے رہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر تلوار لگی ناک پر زخم آیا مستقل نشان بن گیا اور اس کی ناک بہت بڑی ناک تھی اور اس کو **خُرْطُوم** کہا جاتا ہے تو یہ اپنے آپ کو بڑا عزت دار سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **سَنَسِمُهُ عَلَى** عنقریب ہم داغیں گے اچھا یہ لفظ بھی آپ نے پہلے پڑھا ہوا ہے اس کا مادہ ہے **(و س م)** اور **وِسَام** وہ آلہ جس سے داغا جائے یا رنگا جائے **وِسَام** بھی کہتے ہیں اور **وِسْمَہ** بھی کہتے ہیں تو ہم داغیں گے ہم نشان لگائیں گے جیسے tattoo وغیرہ بنائے جاتےہیں۔ تو جس سے کسی پر نقش و نگار کیا جائے نشان لگائے جائیں تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ عنقریب ہم اس کی ناک پر نشان بنائیں گے اس کی ناک کو داغ دیں گے اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا ہے لمبی ناک عزت والا اونچا اب ناک کی جگہ **اَنْفٌ** کی جگہ اللہ نے سونڈھ کا لفظ استعمال کیا اور داغ دینے سے مراد ہے ذلیل کرنا تو دنیا میں ہی اس کی ناک پر کیا ہوا کہ داغ لگ گیا تلوار کا زخم اور پھر نشان اور آپ دیکھیں چہرے کا نشان کتنا بھدا لگتا ہے عورتیں بچاری پریشان رہتی ہیں جتنا زیادہ چہرے کو چھیڑتی ہیں اتنے نشان بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تو داغ لگانے سے مراد اس کی تذلیل کرنا ہے اور آخرت میں بھی کیا ہے کہ ہم اس کی **خُرْطُوم** پر نشان لگائیں گے گویا کہ اس کی ناک پر بھی عذاب آئے گا گویا کہ خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے ناک کا ذکر کیا ہے تو ناک کو پھلانا بعض وقت ہوتا ہے حق بات آئے تو لوگ ناک کو پھلا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں اور شادی کرتے وقت بھی ساسیں لمبی ناک والی بہو ڈھونڈتی ہیں تو بعض وقت لمبی ناک یا اونچی ناک بڑی حسین بہو ہوتی ہے اور وہ حسن ہی اس گھر کی ایک آزمائش بن

جاتی ہے تو ایک بات یاد رکھیں کہ لمبی اور اونچی ناک فائدہ نہیں دے گی اور جس کے اندر یہ کیفیت اور جنون پیدا ہو جائے کہ اس کی ناک بڑی لمبی ہے اور خوبصورت ہے اور میں بڑی خوبصورت ہوں اور پھر عزت دار سمجھنا دولت کی بنا پر یا بچوں کی بنا پر تو یہ چیز انسان کو پھر لے ڈوبتی ہے تو کہا کہ اس کو گویا کہ داغ لگایا جائے گا اب کیسے اس کو سزا دی جائے گی یہ اللہ ہی جانتا ہے تو اب یہاں پر انجام بتایا گیا اور مفسرین نے ان آیات میں جن لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ کون سے کردار تھے جیسے میں نے آپ کو پہلے بتایا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا اخنس بن شریق کسی نے کہا اسود بن عبد یغوث اور بعض لوگوں نے دوسرے بھی کہے لیکن مکہ میں جو زیادہ مشہور تھا جیسے ولید بن مغیرہ یا اخنس بن شریق تو بہرحال یہ سارے لوگ نافرمان ہیں تو یہ وہ لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ مجنون ہیں اور آپ یتیم ہیں اور اللہ کو آپ ہی مل گئے تھے نبی بنانے کے لئے تو اللہ تعالی نے سورۃ کے شروع ہی میں ان کا محاسبہ کیا ہے ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور نام لئے بغیر جو کردار یہاں پہ پیش کیا ہے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ہر وہ شخص جس کے اندر یہ کردار پایا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو اس کردار سے ہٹائے اور بچائے